بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؀

شجرہ نقشبندیہ امدادیہ خلیلیہ

برائے متوسلین

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ

مع طریقۂ ذکر

مرتبہ

محمد اقبال ہوشیار پوری مہاجر مدنی

ناشر

حاجی عارفین اکیڈمی

۱۔ کے ۔ ۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ

نقشبندیہ امدادیہ خلیلیہ

برائے متوسلین

حَضرت شیخ الحَدیث مولانا مُحمّد زکریّا صَاحب مدظلہ مع طریقہ ذکر

مُرتّبَہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

۱۱ صفر المظفر ۱٤٤٤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا۔ "آپ بیتی" نمبر ۶ ص ۴۷۹ میں حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کے رسالہ "البدائع" سے یہ مضمون بہت تفصیل سے نقل کیا جا چکا کہ یہ مشائخِ سلوک اور انکے سلاسل چشتیہ نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اور ان کے خانوادے دراصل سب ایک ہی چیز ہے۔ سب کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد " الاحسان اَن تعبد اللہ کانّک تراہ" (الحدیث) کا حاصل کرنا ہے۔ اور ان اکابر اطباءِ مرضاءِ قلوب کے یہ سارے معمولات علاج ہیں درجۂ احسان حاصل کرنے کے واسطے۔ جیسا

اطبا، میں اور ڈاکٹروں میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور علاج کے طُرق اور طرز ہر ماہرِ فن کا مستقل ہوا کرتا ہے ایسے ہی ان حضرات کا بھی ہے ۔
علاج میں دُو نظریئے ماہرین کی نگاہ میں اوّل ہی سے بہت متضاد ہیں ۔ ع۱ ، مرض میں ازالۂ مرض کی کوشش اور اس کی تدابیر مقدّم ہیں یا بقاءِ صحت و قوت ۔ اصولی طور پر اطبّاءِ یونان کے یہاں ازالۂ مرض اہم ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ مرض اصل چیز ہے اور ضعف وغیرہ عوارض ہیں ۔ جیسے جیسے بدن میں قوت وصحت آتی جائے گی عوارض خودبخود دور ہوتے چلے جائیں گے ۔ ۲ ، ڈاکٹروں کا اصُول یہ ہے کہ بقائے صحت اور قوت کی رعایت بہت ضروری ہے ۔ زیادہ زور اسی پر ہونا چاہیئے ، جب طبیعت میں قوت ہوگی تو دفعِ مرض کی صلاحیت خودبخود پیدا ہوگی ۔ اصل چیز طبیعت ہوا کرتی ہے ، وہی دافع مرض ہے ۔ جب تک طبیعت میں قوتِ مدافعت کی ہمت رہے گی مرض کے ساتھ مقابلہ آسان ہوگا اور جب طبیعت مغلوب ہوجائے گی تو دوائیں بھی زیادہ کام نہیں دیں گی ، اسی لئے

جتنا ہو سکے بقاءِ قوت اور مرض کے عارضی دفع کی فکر کرنی چاہیئے، اصل مرض کے دفع کو بعد پہ رکھا جائے کہ اُس کی جُزئیات بہت ہیں۔ اطباءِ یونان کا خیال ہے کہ جب مرض کے جراثیم موجود ہیں تو عارضی قوت بیکار ہے۔ یہیں پر در اصل اصولی طور پر اطباءِ یونان اور ڈاکٹری علاج میں فرق چلتا ہے اور اس کے بعد اس کی فروعات بڑھکر بہت سے خانوادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی کا ایک جزء ہومیوپیتھک بھی ہے اور آریو ویدک وغیرہ وغیرہ بہت سی قسمیں نکل آئیں۔

اسی طرح اطباءِ چشتیہ کے ہاں ازالۂ مرض اصل چیز ہے، بقاءِ صحت و قوت اپنے آپ پیدا ہو جائیگی۔ اور مشائخِ نقشبندیہ نور اللہ مراقدھم کے ہاں بقاءِ صحت و قوت اصل چیز ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب طبیعت میں صلاحیت پیدا ہو گی تو عوارض و امراض خود بخود دور ہو جاویں گے۔ یہ اصولی اختلاف ہے مگر معالجین کے ہاں بھی یونانی حضرات بہت سے احباب کو عوارض کی وجہ سے ڈاکٹری دوائیں دے دیتے ہیں یعنی ڈاکٹری اصول پہ علاج کرتے ہیں اور بہت سے ڈاکٹر یونانی طرزِ علاج پہ بہت سے بیماروں کو لے چلتے ہیں۔ اس لئے اس رسالہ میں اسی اصول کے تحت اذکار و اشغال کا بیان ہے۔

○

جو آگ کی خاصیّت وہ عشق کی خاصیّت
اِک خانہ بخانہ ہے اِک سینہ بہ سینہ ہے

ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کو سلوک کے چاروں مشہور سلسلوں میں بیعت کی اجازت ہے اسی لئے ہمارے حضرات چاروں سلسلوں میں بیعت فرماتے ہیں تاکہ تمام سلاسل کے مشائخ سے رابطہ ہو کر سب کے فیوض و برکات حاصل ہوں اور کسی بھی بزرگ سے بے تعلقی نہ رہے، لیکن اذکار و اشغال عموماً چشتیہ طریق پر تعلیم فرماتے ہیں اور حسبِ ضرورت و مصلحت نقشبندیہ اذکار کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ یہ چیز تو صرف ذکر کے طریقہ میں جزوی حیثیت رکھتی ہے جبکہ اصولی طور پر تہذیب اخلاق اور حصول نسبت کے تقدم و تأخر کو دونوں سلسلہ والوں نے ایک دوسرے کے اصول کو تغیرِ زمانہ کے وجہ سے عرصہ سے اختیار کیا ہوا ہے (جس کی تفصیل شروع میں حضرت

اقدس شیخ کی تحریر میں اور حضرت کی تازہ تصنیف "شریعت و طریقت کا تلازم" نیز رسالہ "اکابر کا سلوک و احسان" میں گذر چکی ہے) چاروں سلسلوں کے مفصل اشغال تو "ضیاء القلوب"، "صراط مستقیم" اور دیگر کتب تصوف میں درج ہیں۔ یہاں آجکل اکثر طالبین کے ضعف اور مقامی مصالح کی بنا پر چشتیہ و نقشبندیہ اذکار کے امتزاج سے ذکر و شغل کے چند ایک مختصر نصاب بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اس لائن کی خدمت کرنے والے حضرات اپنے دوستوں کی طبائع، ذاتی احوال اور اُن کے ماحول کے لحاظ سے اس میں سے یا اس کی روشنی میں اشغال تعلیم فرما سکیں۔ اس رسالہ کا یہی مقصود ہے۔ لیکن نہایت ضروری امر یہ ملحوظ رہے کہ اشغال میں یہ تغیر و تبدل اس طریق پر کیا جائے گا کہ مقصود کار میں کوئی کمی نہ آئے جیسے کسی مریض کے لئے اگر کوئی ایک غذا چھڑائی جاتی ہے تو اس کے بدلہ دوسری غذا تجویز کیجاتی ہے مثلاً اگر سادہ پانی مضر ہو تو اس کے بدلہ کوئی عرق پلایا جائے گا۔ اور روٹی منع کی جائے گی تو اس کے بدلہ چاول وغیرہ حسب حالات کچھ نہ

کچھ تجویز کرنا پڑیگا، ورنہ بدل تجویز کئے بغیر کمی کرنا یا کسی ضروری غذا کو حذف کرنا مریض کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ مگر بدل کو بدل کے ذاتی شرائط اور لوازمات کے ساتھ استعمال کرنا ہوگا، مثلاً عرق کو تھوڑا تھوڑا پینا ہوگا، پانی کی طرح گلاس بھر کر نہیں پی سکتے۔ اسی طرح گیہوں کی روٹی کے بدلے چاولوں کی روٹی نہیں بنائی جائیگی بلکہ وہ خشکہ یا کھچڑی وغیرہ کی شکل میں ہوگی ورنہ نقصان ہوگا۔ اور یہ تغیر و تبدل کا کام بہت نازک اور مشکل ہے۔ صرف وہی حضرات جو اس خدمت پر مامور ہوں وہ اللہ پاک کے ہادیِ مطلق ہونے کا تصور کرتے ہوئے جب کوئی تجویز کریں تو اپنے شرح صدر کے بعد طالب کو تعلیم کریں اس معاملہ میں کسی بھی طالب کی خود رائی چاہے وہ کتنا ہی ذہین اور علوم کا ماہر ہو طریق کے مہلکات میں سے ہے۔

جیسا کہ شروع میں ذکر آچکا مقصود کا یقین اور احسانی کیفیت کا پیدا کرنا ہے۔ اس کے لئے باتفاقِ مشائخ دو چیزیں رکن کی حیثیت سے ہیں۔ ایک افتقاری محبّت و آداب کے ساتھ

صحبتِ شیخ یعنی ایسی محبت جس سے محبوب کی طرف افتقار واحتیاج قلب میں پائی جاتی ہو جس کے لوازمات میں سے انقیاد ہے۔ دوسری کثرتِ ذکر، اِن دو میں بھی اصل اور مقدّم صحبت ہے، اسی کی وجہ سے معرفت وولایت کی لائن میں صحابہؓ کی افضلیت تمام اولیاء پر مسلّم ہے بلکہ صحابی کے معنیٰ ہی صحبت یافتہ کے ہیں۔ اللہ والوں کی صحبت ہی سے اللہ تعالیٰ کی یاد کا شوق پیدا ہوتا ہے کہ حدیثِ پاک میں اللہ والوں کی تعریف ہی یہ آئی ہے کہ ان کی صورت دیکھکر اللہ تعالیٰ یاد آجاتے ہیں۔ ان کی نورانی گفتگو سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے، پھر محبوب کے ذکر کی کثرت کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ آجکل کامل مشائخ کی کمی اور مشاغل کی زیادتی، ہمتوں کے ضعف وغیرہ موانع کی بناء پر ہر شخص کو مشائخ کے پاس طویل قیام وصحبت کی نوبت نہیں آتی۔ ایسے حضرات کے لیے مختصر قیام اور کبھی کبھی کی حاضری کے ساتھ ان کی تصانیف کا مطالعہ اور بذریعہ خط وکتابت رابطہ محبت وتعلق کو بڑھانا طویل صحبت کا بدل ہے لیکن کاملین کی صحبت کا کامل اثر ان ہی پر ہوتا

ہے جو ذکر کے پابند ہوتے ہیں۔ ذکر کے انوار سے شیخِ کامل کے اخلاقِ حَسَنہ، انوار، فہم و معرفت کو جذب کرنے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے یعنی جذبِ نور کی صلاحیت التزامِ ذکر ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

دوسرا رکن کثرتِ ذکر ہے، یہاں اسی کو بیان کرنا مقصود ہے کثرتِ ذکر کا حکم تو قرآنِ پاک میں ہے اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا، لہٰذا کثرت کو بہرحال باقی رکھنا ضروری ہوا، اور یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حاصل تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحبت یافتہ یعنی صحابۂ کرامؓ کے کثرتِ ذکر کو قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے:-

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

یعنی یہ لوگ حق تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرگرم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد اِن کے دلوں میں اس طرح پیوستہ ہوگئی ہے کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے یعنی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

گویا صحبتِ پاک کے بعد محبّت کا ایک تیر لگ گیا ہے جس کی خلش ان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے بے قرار رکھتی ہے اور یہ حقیقی ذکر و فکر جس کو یادداشت حضور مع اللہ اور کیفیتِ احسان کہتے ہیں اور یہی ایمان کا اعلیٰ درجہ یقینِ کامل اور اخلاصِ تام کہلاتا ہے۔ ان کو نماز، تلاوت، ادعیۂ ماثورہ، اورادِ ماثورہ، تعلیم و تبلیغ جہاد بلکہ مشغولیِ امور معاش تدبیر منزلی و تدبیر مدنی غرض ساری زندگی میں حاصل تھا، چنانچہ اسی کو فرمایا گیا:

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

اسی کیفیت و حالتِ ذکر کی وجہ سے حبّ اللہ تعالیٰ کا غلبہ تھا کہ جان و مال کو اس کے مقابلہ میں کچھ اصل نہ جانتے تھے، ہزار جان اور ساری دُنیا کے عوض رضا نائب الٰہی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مقدم جانتے تھے اور اس حالت کے عطیّہ کو کونین سے بہتر سمجھتے تھے طمعِ جنّت و خوفِ نار و غضبِ الٰہی ان کا شعار تھا۔ یہ نسبت یادداشت و احسان ہی کا کرشمہ تھا جو کہ فیض صحبت فخرِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

غیب پر ایسا یقین حاصل ہوگیا تھا کہ دُنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا باقی رہنا، اپنا لاشئی ہونا، حق تعالیٰ کا کارساز ہونا کالمشاہدہ ہوگیا تھا، اسی لئے اُنھوں نے اپنا تمام خاندان اور آبرو و جان بغیر کچھ دیکھے قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے اس درجہ کا تعلق وصول کہلاتا ہے اسی تعلق کا نام نسبت احسان ہے کہ بعثت فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے واسطے تھی اور جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس نسبت کے حامل تھے علیٰ حسب مراتبہم اسی نسبت کی وجہ سے اِس بات پر اجماع ہے کہ تمام اُمت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی بہتر نہیں حالانکہ علم و عمل میں بعد والوں میں ان سے بڑھ کر بھی ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر بھی خدا کی راہ میں سونا خرچ کرے تو اس کا یہ ایثار صحابۂ کرام کے اس نصف صاع جَو کے برابر بھی نہ ہوگا جو انہوں نے خدا کی راہ میں دیئے سہ

سیرِ زاہد ہر شبے یک روزہ راہ سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبتوں میں بھی یہ تأثیر تھی لیکن بعد میں ماحول کے زیادہ بگڑ جانے اور استعدادوں کے ناقص ہوجانے کی وجہ سے اس مقصد کیلئے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی تو دین کے اس شعبہ کے اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرنے کیلئے صحبت کے ساتھ زبانی و قلبی، وجہری و خفی ذکر و فکر کی کثرت کا اضافہ کیا اور ان اذکار و اشغال کی تاثیر کو بڑھانے کیلئے اور طبیعت میں رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے ضرب، جہر، حرکت و ہیئت حبس دم وغیرہ کے طریقے اختیار کئے۔ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے اور جب یہ مقصد حقیقی ذکر یعنی دوام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد جس کو تعلق مع اللہ کہتے ہیں حاصل ہوجاتا ہے تو یہ سب چیزیں چھڑا دی جاتی ہیں. اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں ردّ و بدل اور کمی بیشی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے رہتے ہیں بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لئے ان کے خاص حالات

اور ان کی استعداد کے مطابق الگ الگ اعمال و اشغال تجویز کرتا ہے۔ اشغال میں تغیر و تبدّل، حذف و اضافہ کرنے میں مستقل طور پر تو کسی سلسلہ کے سالک کو تمام اشغال اور پورے سلوک میں دوسرے سلسلہ سے بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف ذکر میں جہر اور خفی وغیرہ شرائط اور ذکر کی مقدار و ترتیب میں دوسرے سلسلہ کے طریقہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔

اس بارے میں ہمارے اکابر کا معمول چشتیہ کی تعلیم میں بعض وقت نقشبندی طریقِ ذکر کو لینے کا رہا ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں دونوں سلسلوں میں کئی وجوہ سے آپس میں بہت ربط ہے۔

حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ و اشرف طریقہ اختیار فرمایا کہ ان کا ظاہر نقشبندی اور باطن چشتی ہے۔

اس لئے حضراتِ نقشبندیہ ہی کے اشغال میں سے ذکر کے وہ چند طریقے لکھے جاتے ہیں جن کو مذکورہ بالا ضرورت پیش آنے پر

اختیار کیا جا سکتا ہے۔

اس سے پہلے سلسلۂ عالیہ چشتیہ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے شجروں کا اندراج کیا جانا مناسب ہے کیونکہ ارتباط و اجازت موجبِ برکت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ چشتیہ صابریہ امدادیہ خلیلیہ

برائے متوسلین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دامت برکاتھم

اجازنی حضرت الحاج مولانا خلیل احمد المہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ
عن المحدث الکبیر حضرت مولانا الحاج رشید احمد الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الحاج امداد اللہ المہاجر المکی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت میاں جی نور محمد الجھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الحاج عبد الرحیم ولایتی الشہید رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ
عن الشیخ عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

عن حضرت الشاہ محمد[۹] المکیؒ الولی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ محمدی[۱۰] رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ محب[۱۱] اللہ رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشاہ ابی سعید[۱۲] الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ نظام[۱۳] الدین البلخی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ جلال[۱۴] الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ
عن قطب العالم الشاہ عبدالقدوس[۱۵] الگنگوہی نوراللہ مرقدہٗ۔
عن حضرت الشیخ محمد[۱۶] الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت المخدوم الشیخ عارف[۱۷] الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ عبدالحق[۱۸] الردولوی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ جلال[۱۹] الدین الپانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ شمس[۲۰] الدین الترکی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت المخدوم علاء[۲۱] الدین الصابری رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ فرید[۲۲] الدین مسعود شکرگنج رحمۃ اللہ علیہ

عن حضرت الشیخ قطب[۲۳] الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ خواجہ معین[۲۴] الدین السجزی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ خواجہ عثمان[۲۵] ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ خواجہ شریف[۲۶] الزندنی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ خواجہ قطب[۲۷] الدین المودود رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ ناصر[۲۸] الدین ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ ابی محمد[۲۹] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ ابی احمد[۳۰] چشتی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ ابی اسحاق[۳۱] الشامی رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ ممشاد[۳۲] الدینوری رحمۃ اللہ علیہ۔
عن حضرت الشیخ ہبیرہ[۳۳] البصری رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ حذیفہ[۳۴] البصری رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ ابراہیم بن[۳۵] ادہم البلخی رحمۃ اللہ علیہ
عن حضرت الشیخ فضیل[۳۶] بن عیاض المکی رحمۃ اللہ علیہ

عن حضرت الشیخ خواجہ عبدالواحد[۳۷] بن زید البصری رحمۃ اللہ علیہ۔

عن الشیخ فقیہ الامت حسن[۳۸] البصری رحمۃ اللہ علیہ[۱]

عن مرجع المشائخ باب دار الحکمۃ علی[۳۹] ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

عن سید الکونین فخر العالمین ختم الانبیاء والمرسلین وسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[۱] اس شجرہ میں جتنے اولیاء اللہ کے نام ہیں ان کے مختصر حالات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "تعلیم الدین" کے آخر میں مختصر طور سے فارسی میں لکھے ہیں ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ امدادیہ خلیلیہ

برائے متوسلین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

۱۔ حضرت شیخ المشائخ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی دامت برکاتہم۔

۲۔ از حضرت مولانا شاہ خلیل احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ از حضرت محدث الکبیر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ از حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ از حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ از حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۔ از حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔ از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ از حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۰۔ از حضرت شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۱۔ از حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۲۔ از امامِ ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۳۔ از حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۴۔ از حضرت خواجہ مکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۵۔ از حضرت مولانا درویش رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۶۔ از حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۷۔ از حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۸۔ از حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۹۔ از حضرت خواجہ علاءالدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۰۔ از امام الطریقت حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۱۔ از حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۲۔ از حضرت خواجہ محمّد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۳۔ از حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۴۔ از حضرت خواجہ ابوالخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۵۔ از حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۶۔ از حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۷۔ از حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۸۔ از حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲۹۔ از حضرت خواجہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۰۔ از حضرت خواجہ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۱۔ از حضرت خواجہ ابوالقاسم نصرآبادی رحمۃ اللہ
۳۲۔ از حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳۔ از سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۴۔ از حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۵۔ از حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۶۔ از حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۷۔ از حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃُ اللہ علیہ۔
۳۸۔ از امام الاولیاء حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔
۳۹۔ از حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔
۴۰۔ از سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اشغال و اذکارِ نقشبندیہ کا انتخاب

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا پورا سلوک اور مفصل اذکار اور مراقبات "ضیاء القلوب"، "صراط مستقیم" وغیرہ میں بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں اختصار مقصود ہے اور اس سلسلہ میں پہلے **لطائفِ ستہ** سے ذکر کروایا جاتا ہے۔ اور ہر لطیفہ کو الگ الگ ذاکر کرایا جاتا ہے۔ لطیفے چھ ہیں، یعنی انسان کے بدن میں چھ جگہ فیوض و انوار و برکات سے بھری ہوئی ہیں۔ قلبؔ، روحؔ نفسؔ، سرؔ، خفیؔ اور اخفیٰؔ۔ ان کے مقام اور ان کے انوار کے رنگ الگ الگ ہیں۔ لیکن یہ لطائف کشف سے دریافت ہوئے ہیں۔ بزرگوں کے کشوف کے اختلاف کی وجہ سے ان کے تو حد و تعداد میں اختلاف ہے۔ نفس کے علاوہ باقی لطائف آپس میں متناسب ہیں۔ اور ہر تحتانی لطیفہ اپنے فوقانی کے لئے ممد ہے۔

اور فوقانی تحتانی پر مشتمل ہے اس لئے فوقانی کے جاری ہونے سے تحتانی بھی جاری ہو جاتا ہے ۔

(ماخوذ از تحقیق حضرت حاجی صاحب بروایت حضرت تھانویؒ)

اس لئے ذکرِ خفی کی تعلیم میں صرف قلب ہی پر زور دیا جانا کافی ہو جاتا ہے کہ اس کا اثر سب جگہ ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے

انّ فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح
الجسد کلّہ و اذا فسدت فسد
الجسد کُلّہ الا وھی القلب ۔ (اقبال)

یہ قلب (گوشت کا لوتھڑا) جس کو قلبِ صنوبری کہتے ہیں، قلبِ حقیقی کا جو عالمِ امر سے ہے آشیانہ ہے ۔ اور عادت اللہ اسطرح جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبداءِ فیض سے بواسطہ قلب حقیقی اس میں فیض پہنچتا ہے ۔ پھر یہیں سے سب جگہ اثر پہنچ جاتا ہے ۔ (ماخوذ از ضیاء القلوب)

ظاہری جسم کی تربیت کا بھی یہی حال ہے کہ قلب ہی کے ذریعہ

خون سارے جسم میں پہنچتا ہے۔

شغلِ اسمِ ذات کا طریقہ

روزانہ صبح کی نماز کے بعد یا تہجد کے بعد خالی جگہ بیٹھ کر اول زبان کو تالو سے لگائے تاکہ حرکت نہ کرے۔ پھر قلب کی طرف متوجہ ہو جو کہ بائیں پستان کے نیچے واقع ہے، جہاں ہر وقت دھڑکن محسوس ہوتی ہے۔ یہاں یہ تصور باندھے کہ لفظِ مبارک اللہ نہایت عاشقانہ بیچینی کے ساتھ زبان کو حرکت دیئے بغیر دل سے نکل رہا ہے۔ کیونکہ قلب کا مقصود اور محبوبِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے وہ بیچین ہو کر اس کو یاد کر رہا ہے "من احب شیئًا اکثر ذکرہ" پس اس قلبی تلفظ یعنی اللہ اللہ ہونے کا تصور کرے۔

(ماخوذ از مکتوبات شیخ الاسلامؒ و صراطِ مستقیم)

ملحوظ نمبر ۱ :- اس قلبی تلفظ کو تسبیح ہاتھ میں لیکر شمار بھی کرتے رہیں۔ اگر تسبیح رکھنے میں کوئی مانع ہو تو چند بار تسبیح سے کرنے کے بعد وقت کا اندازہ کر لے۔

ملحوظ نمبر ۲ :- اسمِ مبارک اللہ کو ذاتِ پاک اللہ سے الگ نہ جانے۔ اگر شروع میں ذاتِ پاک جو اس اسمِ مبارک کا مسمّٰی ہے کی طرف دھیان کرنے میں دشواری ہو تو تشویش نہ کرے چند روز کے بعد دھیان ہونا شروع ہو جائے گا۔

ملحوظ نمبر ۳ :- اس شغل کو صبح و شام دونوں وقت کرے اور مقدار میں دو ہزار سے شروع کر کے مرشد کی ہدایت کے مطابق پانچ ہزار تک کرے۔ جب یہ ذکر بلا تکلف ہونا شروع ہو جائے تو بلا قیدِ مقدار اپنے دوسرے کاموں کی مشغولی میں اور چلتے پھرتے اِس شغل میں مشغول رہے۔ پھر جب خوب رسوخ ہو جائے تو مرشد کی تجویز سے سلطان الاذکار یا ذکرِ نفی اثبات حاصل کرے۔

ملفوظ نمبر۴ :۔ جس کی طبیعت بہت منتشر اور دل کسی چیز میں اٹکا ہوا ہو، وساوس کا ہجوم ہو اور بالکل یکسوئی نہ ہو تو اس کو مرشد کی زیادہ توجہ اور صحبت کی ضرورت ہوگی۔ اس کے لئے مرشد حسبِ حالات اپنے سامنے بیٹھنے کا دھیان، حبسِ دم اور آنکھیں بند کر کے تھوڑا سا قلب کی طرف جھک جانے کو اور ذکرِ مذکورہ کو جلدی جلدی بہت تیزی کے ساتھ کرنا تجویز کرے۔

ذکرِ خفی نفی اثبات کا طریقہ

روزانہ بعد تہجد یا بعد فجر کسی بھی مقررہ وقت میں پہلے گیارہ [۱۱] مرتبہ درود شریف، تیرہ [۱۳] مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر تمام سلسلہ کے مشائخ کو ایصال ثواب کرے۔

چار زانو قبلہ رو بیٹھیں اور آہستگی سے سانس ناف سے کھینچکر روک لیں۔ زبان اس وقت میں تالو سے لگی ہوئی غیر

متحرک ہو اور خیال سے لفظ لَآاِلٰہَ کو دل سے نکال کر داہنے مونڈھے پر ختم کریں پھر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر لگائیں۔ ہر ایک سانس میں تین مرتبہ ذکر ہو۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ سانس باہر نکالدیں۔ پھر دوسرے سانس میں اسی طرح کریں۔ اِس طرز پر دس سانس پہلے روز کریں۔ دوسرے دن دس اور بڑھائیں، یہاں تک کہ سو سانس تک نوبت آجائے۔ اس کے بعد ہر سانس میں ایک عدد روزانہ زیادہ کرتے رہیں، جہاں تک سہولت سے برداشت ہو بڑھاتے رہیں بعض لوگ ہر سانس میں ایک سو اکیس (۱۲۱) مرتبہ کی پوری مقدار تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن کمزوروں کو ایک سانس میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ ہی مناسب ہے، اگر ابتدا میں روزانہ دس دس سانس بڑھانے میں دِقّت ہو تو روزانہ ایک ایک سانس بڑھائیں۔ اِس ذکر میں جبکہ حبسِ دَم کے ساتھ کیا جائے تو حرارت زیادہ پیدا ہوگی۔ ذکر کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک سرد پانی یا سرد غذا استعمال نہ کریں۔ (ماخوذ از مکتوبات بتغیر خفیف)

اگر حبس میں دشواری ہوتی ہو تو سانس اپنے حال پر جاری رہنے

دیں اور تعداد تین سو۳ سے شروع کر کے پانچ سو۵ تک کر لے۔ پھر صرف خط کشیدہ عبارت پر عمل کرنا ہوگا۔

ملحوظ نمبر ۱ :۔ ذکر میں معنیٰ کا لحاظ رکھنا شرط ہے، یعنی کوئی مقصود سوائے ذات پاک کے نہیں ہے۔ اور نفی کے وقت اپنی ہستی کی نفی اور تمام موجودات کی نفی کرے اور اثبات کے وقت ذاتِ پاک کے اثبات کا لحاظ رکھے۔

ملحوظ نمبر ۲ :۔ چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد خیال کی زبان سے نہایت خاکساری اور نیازمندی سے مناجات والتجا کرے کہ الٰہی میرا مقصود تُو اور تیری رضا ہے، اپنی محبت و معرفت عنایت فرما۔

ملحوظ نمبر ۳ :۔ اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ ذاتِ الٰہی کی طرف رکھنا ضروری ہے۔

فائدہ نمبر ۱ :۔ ذکر میں جب تک مشق نہ ہو جائے تو ذکر میں خیالی حرکات یعنی ’لا الٰہ‘ کو دل سے کھینچکر دائیں موڈھے

پر لیجانا پھر وہاں سے ظاہری کوئی حرکت کئے بغیر خیال ہی کی حرکت سے قلب پر ضرب لگانا، اسی طرح دیگر ملحوظاتِ مذکورہ بالا کا خیال رکھنے سے بعض وقت دشواری ہوتی ہے کہ ایک ہی وقت میں سب باتوں کا خیال مشکل ہوتا ہے لیکن گھبرانا نہیں چاہئے۔ ملحوظات کو ضروری سمجھتے ہوئے ضرور عمل میں لائے کیونکہ نسبت کا حصول ان چیزوں کے بغیر مشکل ہے۔ چند دنوں میں مشق ہونے کے بعد بہت آسان ہو جاتا ہے۔ (اقبال)

فائدہ ۲ :۔ اگر ماسوا خدا کے کسی سے تعلّق ہو جائے یا کوئی بُری عادت خاص طور پر دل میں جگہ پکڑ لے تو ذکر نفی اثبات میں اسی شئے کی نفی کرے۔ مثلاً مال کی محبت ہے تو اس کے دور ہونے کیلئے لا الٰہ کہتے وقت یہ خیال کرے کہ میں نے مال کی محبت نکال کر پھینک دی اور اِلّا اللہ کے وقت یہ خیال کرے کہ اللہ کی محبّت دل میں داخل کی۔

(ارشادِ رحمانی)

ذکرِ خفی نفی اثبات کا دوسرا طریقہ

تمام آداب و ملحوظات مثل مذکورہ سابق یہاں بھی ہیں صرف طریقہ میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ لَا کو بذریعہ خیال ناف سے نکال کر دماغ تک لائے، پھر وہاں سے اِلٰہ کو دائیں مونڈھے پر ختم کر کے اِلَّا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے۔ جس کی تصویر خیال میں اس طرح ہو گی :-

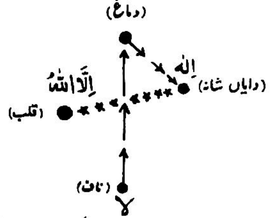

(حبسِ دم اور وقوفِ عددی کی تخفیف کر کے یہ طریقہ ضیاء القلوب ارشاد الطالبین اور ارشادِ رحمانی کے مطابق ہے۔)

فائدہ ۱: اذکار خفی قلبی کے بعد دوسرے اوقات میں کچھ مقدار نفی اثبات کی خفی آواز سے حرکتِ لسانی کے ساتھ بھی ہونا چاہیئے کیونکہ نفس عالمِ خلق سے ہے اس لیئے فنائے نفس کے لئے زبانی ذکر بھی بہت مفید ہے۔

فائدہ ۲: طریقہ سمجھانے کیلئے تصویر کے مطابق انگلی سے مقامات کی طرف اشارہ کرکے سمجھایا جاسکتا ہے۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

حضرت حق تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۰ یعنی ہر چیز اللہ تعالٰی کی تسبیح و تحمید کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

لہٰذا انسان کے بھی تمام اجزاء ذکرِ الٰہی کرتے ہیں لیکن انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ پس حقیقت سلطان الاذکار کی یہ ہے کہ اپنے تمام اجزائے

ذکر کو ایک قسم کے ادراک سے دریافت کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے پہلے قلب کی طرف توجہ کرکے وہاں سے اللہ اللہ نکلنے کی کیفیت پر اطلاع پاکر اسکی مشق کی تھی اسی طرح اب سر سے پاؤں تک اپنے بال بال کی طرف متوجہ ہو کر ہر جگہ سے اسم ذات اللہ اللہ کے نکلنے کا تصور کرے اور مرشد بھی تمام و کمال ہمت سے کل اجزاء مرید کی طرف توجہ کرے اور اس ذکر میں ایسا مشغول ہو کہ بال بال اس کا ذاکر ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر اپنے آپ کو غافل کرنا چاہے تو ممکن نہ ہو۔

ذکرِ رابطہ یا طریقۂ صحبتِ شیخ

یک زماں ہم صحبتے با اولیاء، بہتر از صد سال زہد و اتقا

شیخ کامل و مکمل کی صحبت میں اُن کے اخلاص و توجہ کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے اور ان کی صحبت کی کشش سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار دل میں چمکنے لگتے ہیں، ان کی موجودگی میں آداب اور طبیعت کی رضامندی شوق اور ان کی طرف افتقار و احتیاج دل میں رکھتے ہوئے اخذِ فیض کا حریص بن کر ان کے مبارک قلب سے فیض آنے کا تصور کرتے ہوئے

اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور ان کی غیر موجودگی میں اُن کے تصور سے فیضیاب ہوتا رہے۔

ملحوظ:۔ توجہ کا مندرجہ بالا اہتمام اُس وقت کرے جب خود شیخ نے مجلس کا وقت دیا ہوا ہو، چاہے عمومی چاہے خصوصی اجازت ہو۔ باقی اوقات میں خصوصاً جبکہ ملاقات سے شیخ کو ادنی گرانی کا اندیشہ ہو اُس وقت حاضر نہ ہو۔

اور اگر کسی کو ہر وقت کی حاضر باشی نصیب ہو تو اُس کیلئے اخذ فیض کی صرف نیت ہی کافی ہے، توجہ کے خصوصی اہتمام کی ضرورت نہیں، بلکہ خدمت یا اپنے دیگر معمولات میں مشغول رہے۔

طریقۂ مراقبہ

دل کے خطرات سے نگہبانی کرنے اور فیضِ الٰہی کی نگرانی کرنے کو کہتے ہیں طالب کو بلا ذکر لسانی وقلبی کے کرنا ہے یعنی قصداً قلبی یا لسانی ذکر میں مشغول نہیں ہونا اگر کسی کا ذکر قلبی یا پاس انفاس وغیرہ میں سے کوئی بلا قصد جاری ہو تو اس کو روکنے کی ضرورت نہیں مگر قصداور توجہ سے تمام اوقات

میں نہایت عاجزی اور خاکساری سے ذاتِ الٰہی کی طرف متوجہ رہے تاکہ توجہ الی اللہ کا ملکہ پیدا ہو جائے۔ اسی کو حضور کہتے ہیں، ذکر اذکار سے یہی مقصود ہے۔

ملحوظ:۔ ذاتِ پاک کی طرف توجہ کرنے کیلئے بھی مشق کرنے کے دور میں دل ہی کی طرف دھیان کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کیا جاتا ہے اسی طرح دل بھی باری تعالیٰ کے خصوصی نظر فرمانے کا محل ہے مشق ہونے کے بعد ہر وقت ہر مشغولی میں اعتقاد و یقین کے طور پر یہی حضور باقی رہے بلکہ خود ہی رہے گا اور نماز وغیرہ عبادات کے وقت خصوصی طور پر تصور کے ساتھ حضور ہو گا۔

اس کے بعد مراقبات کی تعلیم ہے جو بہت ہیں، ضیاء القلوب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس رسالہ میں اختصار اور بقدر ضرورت ہی کا بیان مقصود ہے۔

سلسلہ چشتیہ کے سالک کے لئے ذکر شغل کی ترتیب میں ذکرِ خفی کا جوڑ

۱۔ جو مرشد کے ارشاد فرمودہ اوراد اور معمولات پر کم از کم چھ ماہ اہتمام سے عمل کر چکا ہو اُس کو سلوک کا ذکر شغل بتایا جا سکتا ہے بشرطیکہ رغبت

بھی ہو اور دماغ اور اوقات میں گنجائش بھی ہو۔ ذکر شروع کرنے میں تاخیر میں مضائقہ نہیں لیکن شروع کرنے کے بعد چھوڑنا یا لاپروائی برتنا مضر ہوتا ہے۔

۲۔ اتباعِ شریعت میں خصوصی طور پر دو باتوں کے اہتمام اپنے اوپر لازم کرے اول اتباعِ سنت، دوسرے اجتنابِ معاصی۔

۳۔ ذکر نفی و اثبات اور اسمِ ذات خواہ دوازدہ تسبیح کی ترتیب سے پورا تلقین کیا جائے یا پہلے دو سو بار نفی اثبات یعنی "لا الٰہ الا اللہ" پھر ایک چلّہ گذرنے کے بعد "الا اللہ" چار سو بار اس پر اضافہ کریں۔ ایک چلّہ گذرنے پر "اللہ اللہ" دو ضربی چھ سو بار کا اضافہ کریں، پھر ایک چلّہ گذرنے پر "اللہ" یک ضربی سو بار کا اضافہ کریں۔ پھر اگر زیادتی کی رغبت ہو بشرطیکہ قوت و فراغت بھی ہو اور کسی دوسرے دینی امور میں خلل کا باعث نہ بنتا ہو تو اسی اسمِ ذات میں ایک ہزار سے تین ہزار تک اضافہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ یہ ذکر طالب کو سامنے بٹھا کر سکھلا یا جائے۔ پہلے مرشد خود کر کے دکھائے پھر اسی ترکیب سے طالب کرے۔ مرشد بغور دیکھے، اگر کوئی اصلاح

کرنا ہو تو اسی وقت سمجھا دے۔

اگر طالب اِس ذکر کو اس کی شرائط یعنی شدت وقوت، جہر و ضرب کے ساتھ ایک مُدت تک پابندی کے ساتھ کرے اور شیخ کی توجہ کو شاملِ حال رکھے تو مقصودِ کار تک پہنچنے کیلئے مزید کسی بھی شغل یا مراقبہ کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اسی ایک ذکر سے حقیقی ذکر قلبی پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔ اوقاتِ ذکر کے علاوہ یادداشت کی کیفیت رہنا شروع ہو جائے گی جسمیں خوب رسوخ ہو جانے پر مراقبہ معیت کی تعلیم کی جاتی ہے۔ ضرب وجہر وغیرہ شرائط کے بغیر اِس ذکر سے مطلوبہ کیفیت پیدا ہونا مشکل ہے۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے شرائطِ ذکر میں کچھ کمی رہی ہو تو اس کے ساتھ شغل پاس انفاس تلقین کر دیا جائے۔ بعدہٗ مراقبہ کی طرف رغبت ہو تو مراقبہ دُعائیہ بتا دیا جائے۔

۵۔ اگر کسی کو شروع ہی سے ذکرِ جہری میں کوئی مانع ہو تو ایسے طالب کو پاس انفاس تعلیم کیا جائے۔ جب چند روز مشق کے بعد یہ شغل ہمہ وقت تھوڑے سے دھیان کے ساتھ ہونا شروع ہو جائے تو ذکر قلبی

اسمِ ذات اس طریقہ پر تلقین کیا جائے جیسا کہ فصل سے شروع میں مفصل بیان کیا گیا ہے، اور اب پاس انفاس کی طرف قصداً توجہ نہ کی جائے یعنی سانس کی طرف خیال رکھنے کی بجائے پوری توجہ دل ہی کی طرف رہے۔ جب یہ ذکر ہر وقت بلا تکلف جاری رہنے لگے تو پھر اپنی توجہ کو اسمِ مبارک اللہ کی بجائے ذاتِ مقدسہ کی طرف کرے۔ شروع میں تو یہ توجہ اسمِ مبارک کے ہمراہ ہوگی۔ پھر جب ذکر کا دل پر غلبہ ہو جائے گا تو معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے گا۔ اس کے بعد ذکرِ خفی نفی اثبات بطریقِ مذکور کیا جائے۔

۶ؔ اگر کسی کا کوئی ذکر کسی بھی طریقہ سے رواں ہو چکا ہو جو کہ پہلے کسی مرشد نے تلقین کیا ہوا ہو تو اب مثلاً مرشدِ اوّل کے وصال کے بعد تجدید بیعت کی نوبت آئے تو اُس ذکر کو باقی رکھا جائے اور اسی طرز پر آگے بتایا جائے۔ البتہ اگر سابق مرشد مشائخ حقہ میں سے نہ ہو، کوئی جاہل یا بدعتی وغیرہ ہو تو اُس کی تلقین کو باقی رکھنا ضروری نہیں۔

(اقبال)

اہم تنبیہ:۔ ذکر کی تلقین تجویز اور تغیر میں یہ امر بہت اہم ہے کہ اس میں طالب اپنی رائے سے کچھ نہ کرے، چاہے وہ کتنا ہی ذہین اور علوم کا ماہر ہو کہ خود رائی طریق کے مہلکات میں سے ہے اور شیخ کی تلقین کی برکت اور اثر ہی جُدا ہے۔

جو ذکر ایسے صاحبِ اجازت شیخ سے اخذ کیا جائے جس کے اخذ کا سلسلہ فخرِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تک مسلسل ہو وہ تحقیقی ذکر ہے۔ یہی ذکر مرید کے باطن میں تصرف کرتا ہے اور اس کو ولایت و قرب کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔ ورنہ سُنا سُنایا اور کتابوں سے دیکھا ہوا ذکر تقلیدی ذکر کہلاتا ہے جس کا وہ اثر نہیں۔ البتہ ماثورہ اوراد و اذکار کو اختیار کرنے میں فی نفسہٖ اجازت کی شرط نہیں مگر سالک کو اس میں بھی شیخ سے اجازت ضروری ہے۔

اس رسالہ کا مقصد تو ذکر خفی بطریقِ نقشبندیہ کو بیان کرنا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر ان میں سے لیکر اختیار کئے جا سکیں۔ رسالہ کی ابتدائی تحریر میں اذکار کے اندر اس طرح کی ترمیم کی وجوہات اور اس عمل میں اکابر کا تعامل بیان ہو چکا اس کے بعد یہ بھی بیان ہوا کہ ہمارے اکابر کو چاروں سلسلوں میں اجازت ہونا اور بیعت کے وقت طالب کو چاروں

سلسلوں میں بیعت فرمانے کے معمول کی وجہ بھی بیان ہوئی کہ اس طرح تمام سلسلوں کے مشائخ سے رابطہ ہو کر سب کے فیوض و برکات حاصل ہوں۔ اور تمام سلاسل کا منتہیٰ اور مقصد بھی چونکہ ایک ہی ہے لہٰذا یہ امر بہت اہم ہے کہ طالب خود چاہے کسی بھی طریق سے سلوک طے کر رہا ہو اُس کو دوسرے طرقہائے مبارکہ پر تنقید و تنقیص ہرگز روا نہیں، سب کا برابر احترام رکھے۔ اور تمام مشائخ کی عظمت کرے، مگر چونکہ اتباع میں توحید مطلب سلوک کے اہم رکنوں میں سے ہے لہٰذا اتباع صرف اپنے ہی شیخ کا ہونا ضروری ہے۔

حسب ارشاد

حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم

مہاجر مدنی

مرتبہ

محمد اقبال ہوشیارپوری مہاجر مدنی

جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

مفکرِ اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخِ دعوت و عزیمت مکمل پانچ حصے	نبی رحمت مکمل دو حصے
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	پرانے چراغ
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	نقوشِ اقبال
منصبِ نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین	ارکانِ اربعہ
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	کاروانِ مدینہ
جب ایمان کی بہار آئی	قادیانیت
حجازِ مقدس اور جزیرۃ العرب	ذکرِ خیر
معرکۂ ایمان و مادیت	تعمیرِ انسانیت
نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں	صحبتے با اہلِ دل
عصرِ حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح	حدیثِ پاکستان
مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں	پا جا سراغِ زندگی
تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک	اصلاحیات

ناشر — فضلِ ربی ندوی —— فون — ۶۱۱۸۱۷
مجلسِ نشریاتِ اسلام، ناظم آباد مینشن ۱۔کے ۳۔ ناظم آباد نمبر ۱ کراچی